

طرف بلاتا ہے۔ مطلب یہ کہ میرے بعد شرابِ عشق کا کوئی خریدار نہیں رہا، اس لیے اس کو بار بار صلا دینے کی ضرورت ہوئی ہے، مگر زیادہ غور کرنے کے بعد، جیسا کہ مرزا خود بیان کرتے تھے، اس میں ایک نہایت لطیف معنی پیدا ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ پہلا مصرع یہی ساتی کے صلا کے الفاظ ہیں :

کون ہوتا ہے حریفِ مے مرد افکنِ عشق

اور اس مصرع کو وہ مکرر پڑھتا ہے ایک دفعہ بلانے کے لہجے میں پڑھتا ہے :

کون ہوتا ہے حریفِ مے مرد افکنِ عشق ؟

یعنی کوئی ہے، جو مے مرد افکنِ عشق کا حریف ہو، جب اس آواز پر

کوئی نہیں آتا تو اسی مصرع کو مایوسی کے لہجے میں مکرر پڑھتا ہے !

کون ہوتا ہے حریفِ مے مرد افکنِ عشق !

یعنی کوئی نہیں ہوتا۔ اس میں لہجے اور طرزِ ادا کو بہت دخل ہے۔ کسی کو

بلانے کا لہجہ کوئی اور ہے اور مایوسی سے چپکے چپکے کہنے کا اور انداز

ہے۔ جب اس طرح مصرع مذکور کی تکرار کرو گے تو فوراً یہ معنی

ذہن نشین ہو جائیں گے۔

خواجہ حالی کی تشریح پر کسی اضافے کی ضرورت نہیں، البتہ یہ عرض کر دینا ضروری

معلوم ہوتا ہے کہ پورا مصرع ایسے انداز میں مرتب کر لینا بے حد دشوار ہے، جسے

پڑھتے وقت صرف لہجہ بدل لینے سے دو مختلف معنی پیدا ہو جائیں۔ یہ شعر اس اعتبار

سے بالکل یگانہ نظر آتا ہے۔

۸۔ لغات - تعزیت : ماتم پرسی، پُرسا دینا، ماتم دسوگ۔

تشریح : میں مرنے سے پہلے اس غم میں گھل گھل کر مرا جا رہا ہوں کہ دنیا

کی وسعت میں کوئی ایسا فرد نظر نہیں آتا، جس سے امید رکھی جاسکے وہ میرے مر

جانے کے بعد مہر و محبت اور وفا و استواری کی ماتم پرسی کر سکے، کیونکہ میں مر جاؤں گا